وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (اٰلِ عمرٰن ۳:۲۶) جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر قرآنِ کریم بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ منصف اور عادل ہے، جو انصاف اور عدل کو پسند کرتا ہے اور دُنیا میں انصاف کو قائم دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ فساد فی الارض کو ناپسند کرتا ہے:

وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (المائدہ ۵:۶۴) یہ زمین میں فساد پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں مگر اللہ فساد برپا کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

لہٰذا کوئی بددیانت حکومت کبھی پنپ نہیں سکتی اور اس کی جگہ وہ قوم لیتی ہے جو نسبتاً بہتر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوںؑ کو بھیجنے کی غایت سورۂ حدید میں یوں بیان کی ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج (الحدید ۵۷:۲۵) ہم نے اپنے رسولوںؑ کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

اس آیت کی تشریح کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزیں لے کر آئے:

۱- بینات، یعنی کھلی کھلی نشانیاں جو واضح کریں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

۲- کتاب، یعنی انسان کی ہدایت کے لیے تعلیمات۔

۳- میزان، وہ معیارِ حق و باطل کہ انصاف کی بات کیا ہے۔

ان تینوں چیزوں کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں انسان کا رویہ اور انسانی زندگی کا نظام فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر بھی عدل پر قائم ہو۔ (تفہیم القرآن، ج۵، ص ۳۲۱-۳۲۲)

کیا ہم دیانت داری سے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری مسلم حکومتیں اور عوام اس معیارِ حق پر پورے اُترتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہیں اور جو واقعات بھی ہو رہے ہیں یہ سب ہمارے لیے عبرت کا تازیانہ ہیں کہ شاید ہم اپنے حالات کو بدلنے کی کوشش کریں۔

تو پھر صلاح الدین ایوبی جیسی شخصیت کیسے پیدا ہوگی؟ اس کے آثار کچھ اُمید افزا تو نہیں ہیں لیکن ہمیں نا اُمید بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا دوٹوک فیصلہ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ط (الرعد ۱۳:۱۱) حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

آج کی صورتِ حال میں ہمیں یہودی لابی کو غیر مؤثر بنانے کے لیے مسلم لابی کو مضبوط اور مؤثر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام مغرب میں مقیم مسلمانوں کی قیادت کا ہے جو مسلکی اور فرقہ وارانہ اختلافات سے پاک ہوکر یہاں کے مختلف جمہوری اداروں میں نفوذ کریں۔ اگر یہودی اپنی قلیل آبادی کے باوجود کامیاب ہوسکتے ہیں تو مسلمان کیوں ان کا اس میدان میں مقابلہ نہیں کرسکتے؟

عرب ممالک کی مسلسل ناکامی کے بعد یہ ذمہ داری پاکستان، ترکی، انڈونیشیا اور ملایشیا کی بنتی ہے کہ وہ اُمت مسلمہ کے حالات کا جائزہ لیں اور جس طرح مدیر محترم نے تجویز کیا ہے کہ تمام ہم خیال مسلم ممالک کو مشاورت میں شریک کرکے اجتماعی پالیسی تشکیل دیں اور اس کو بروے کار لائیں۔

یہ تمام چیزیں اپنی جگہ نہایت اہم ہیں اور ان پر فوری توجہ اور قابلِ عمل حکمت عملی کے ساتھ پیش رفت کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اُمت کے لیے نہایت اہم مسئلہ جس کے بغیر وہ کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتی وہ اس کا زوالِ علم ہے، جس کی طرف توجہ متعدد اہلِ علم دلا چکے ہیں۔ صرف ایک اقتباس پیش کررہا ہوں جس کا اظہار علّامہ اقبالؒ نے اپنی آخری علالت کے دوران کیا تھا۔ یہ قابلِ توجہ ہے جس سے ان کی اس اُمت کی بہبود کے لیے بے چینی اور تشویش کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ یادداشت ۱۹ مارچ ۱۹۳۸ء کی ہے جو سیّد نذیر نیازی مرحوم نے درج کی ہے:

> عالمِ اسلام میں تجربہ و تحقیق کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ نہ استعجابِ علم ہے، نہ علم کے لیے کوئی سعی و کاوش۔ یورپ کی حالت اس سے کسی قدر مختلف ہے۔ وہاں تحقیق ہے، تجربہ ہے، علم سے دلی شغف، شب و روز کی محنت، شب و روز انہماک، حالاں کہ ایک زمانے میں وہاں تجربہ و تحقیق تو درکنار علم کا نام لینا بھی گناہ میں داخل تھا۔
>
> مسلمانوں میں علمی تجسس کا فقدان ہے۔ عالمِ اسلام کا ذہنی انحطاط حد درجہ اندوہناک ہے۔ مسلمانوں میں علمی روح باقی ہے نہ علم و حکمت سے کوئی دلی شغف...... اگر ہے تو

تقلید یا پھر یورپ سے چند ایک مستعار لیے ہوئے خیالات کا اعادہ۔
مسلمانوں کے زوالِ علم کی ذمہ داری محض سیاسی و معاشی حالات پر عائد نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کا علمی زوال تو ان کے دورِ محکومیت سے بھی کہیں زیادہ مقدم ہے۔ لہٰذا سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسے زوال ہوا تو کیسے اور کیوں؟
مسلمانوں نے بھی کبھی اردگرد کی دُنیا سے علم وحکمت کا اکتساب کیا تھا، مگر پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس شان سے آگے بڑھے کہ علم وحکمت کی کائنات بدل دی۔ علم کو صحیح معنوں میں علم کا درجہ عطا کیا۔ مسلمان آج پھر ایسا کیوں نہیں کرسکتے؟ مسلمانوں میں دم کیوں نہیں؟ اور یہ کہتے کہتے افسردۂ خاطر ہوگئے۔ (اقبال کے مضمون، نشستیں اور گفتگوئیں، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۲۷۲-۳۷۴)

یہ تبصرہ آج سے ۸۰ برس پہلے کا ہے لیکن افسوس ہے کہ حالات میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں آئی۔ نہ جانے یہ حالات کب تک اس طرح برقرار رہیں گے! اس میں تبدیلی کے لیے کیا کیا جاسکتا ہے؟ یہ اس اُمت کی بقا و فلاح کے لیے ازحد ضروری ہے۔ یہ ہم سب کے لیے مشکل چیلنج ہے، تاہم اس عرصے میں جو تبدیلی ہوئی ہے وہ یہ کہ کافی آزاد مسلم حکومتیں قائم ہوگئی ہیں۔

اس سلسلے میں ایک پہلو جس پر غور کیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ مسلم حکومتیں اپنے بجٹ کا وافر حصّہ تعلیم اور تحقیق (research & development) پر خرچ کریں۔

دوسری تجویز جس پر غور کیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ مسلم ممالک سے کافی سائنس دان، ڈاکٹر اور انجینیر مغربی ملکوں میں مقیم ہیں۔ یہ فرارِ ذہانت ہے۔ اس کو روکنے کے لیے تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے خود مسلم ممالک میں ان کی صلاحیتوں کے لحاظ سے ملازمت اور تحقیق کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہی مسبب الاسباب ہے، اگر ہم واقعی اس اُمت کی خیر خواہی کی طرف قدم اُٹھائیں گے تو وہ ہمارے لیے راہیں کھول دے گا، ان شاء اللہ!

اہم گزارش: اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ قارئین اپنی ذمہ داری پر معاملات کریں۔ (ادارہ)

منشورات کی نئی پیش کش

	مصنف	صفحات	قیمت
1 ۔ مہر و محبت جس کی شان	محمد عنایت اللہ سبحانی	104	99 روپے
2 ۔ ناموس رسالتؐ [نیا اڈیشن، مجلد]	جسٹس شوکت عزیز صدیقی	352	480 روپے
3 ۔ ماثورات	حسن البنا	112	75 روپے
4 ۔ یتیم کا مقام	محمد مجاہد طبل	88	75 روپے
5 ۔ سیکولرزم [نیا اڈیشن، مجلد]	طارق جان	664	600 روپے
6 ۔ تیری ذات سے سلسلے سارے	طالبات	224	230 روپے
7 ۔ مولانا مودودی کی رفاقت میں	اقبال احمد	224	230 روپے
8 ۔ رابطے تو ہوتے ہیں [افسانے]	قانتہ رابعہ	240	240 روپے
9 ۔ اے میرے اُسامہ	جبین چیمہ [اُمِ اسامہ]	144	150 روپے
10 ۔ صرف ۵ منٹ [نیا اڈیشن، مجلد]	ہبہ الدباغ	234	300 روپے
11 ۔ چوڑیاں [افسانے]	ثمرہ سعید	112	130 روپے

منشورات

منصورہ، ملتان روڈ لاہور۔ 54790 ☎ 0320-543 4909 / 042-35252210-11

+92 332 003 4909 manshurat@gmail.com

بہترین کتب

ڈاکٹر محمود احمد غازی

محاضرات قرآنی	500/-
محاضرات سیرت ﷺ	750/-
محاضرات حدیث	600/-
محاضرات فقہ	600/-
محاضرات شریعت	600/-
محاضرات معیشت و تجارت	600/-

پروفیسر قلب بشیر خاور بٹ

فہم القرآن	250/-
نماز......ایک راز و نیاز	225/-
عصری اجتہادی مسائل (سید مودودی کا موقف و منہج)	500/-
مجموعہ قوانین اسلام ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (دس جلدیں مکمل)	7240/-
فقہ السنہ (محمد عاصم الحداد)	500/-
سفر نامہ ارض القرآن (رنگین)	750/-
بیت اللہ کعبہ شریف (نسیم احمد بن حاجی کرم دین) قدیم حرم شریف کی عہد بہ عہد توسیع اور تعمیر (سائز 20x30)	2500/-
حجاز ریلوے عثمانی ترک اور شریف مکہ	350/-

نعیم صدیقی

محسن انسانیت ﷺ	520/-
سید انسانیت ﷺ	150/-
رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ	210/-
نور کی ندیاں رواں (نعتیہ کلام)	60/-
تحریکی شعور	250/-
افشاں (نظموں کا مجموعہ)	180/-
شعلہ خیال بہ اضافہ شعاع روزن	75/-
اقبال کا شعلہ نوا	200/-
شعاع جمال (غزلیں)	180/-
عورت معرض کشمکش میں	250/-
معرکہ دین و سیاست	120/-
انوار و آثار	120/-
تعلیم کا تہذیبی نظریہ	500/-
ٹھنڈی آگ (افسانے)	250/-
تعمیر سیرت کے لوازم	21/-
اپنی اصلاح آپ	21/-
بیمہ زندگی	18/-
وہ سورج بن کر اُبھرے گا	150/-

الفیصل ناشران و تاجران کتب

Phone : 042-37230777 & 37231387
www : alfaisalpublisher.com
e.mail : alfaisalpublisher@yahoo.com

رسائل ومسائل

قضا نماز کی ادایگی

سوال: ۱- کیا قضا نمازوں کا لوٹانا ضروری ہے؟ جواہر الحدیث (جلد ۳، ص ۲۷۲) میں تحریر ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یاد رکھو! نیند میں تفریط نہیں ہوتی۔ تفریط تو یہ ہوتی ہے کہ انسان اس وقت تک نماز نہ پڑھے جب تک دوسری نماز کا وقت نہ آجائے۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ جان بوجھ کر نماز کی قضا لازمی ہے۔ چند احباب کا خیال ہے کہ اس کے لیے توبہ اور استغفار کافی ہے''۔

۲- کیا امام کے لیے ضروری ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے وہ چار سنتیں پڑھے؟

جواب: ۱- اللہ تعالیٰ نے جو احکام فرض فرمائے ہیں ان کے ساقط ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں، دوسری یہ کہ انسان ان کو ادا کرے۔ معافی کا تو اس دنیا میں تصور نہیں ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں اور وحی کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ اب صرف دوسری صورت باقی ہے۔ البتہ اگر جان بوجھ کر نماز قضا کی ہو تو اتنا بڑا گناہ ہے کہ ادا کرنے کے باوجود آدمی کو مطمئن ہوکر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ یہ کہنا کہ محض استغفار کافی ہے، جرم کو ہلکا کر دیتا ہے۔ اس طرح تو ایک آدمی جان بوجھ کر نمازیں قضا کرے گا، قضا نماز بھی ادا نہ کرے گا اور چند دن بعد استغفار بھی چھوڑ دے گا۔

۲- سنتیں چھوڑنے والے امام کی امامت جائز ہے۔ وہ سنتیں بعد میں ادا کر لے۔ چاہے ظہر کی سنتیں ہوں یا کسی اور نماز کی سنتیں ہوں۔ البتہ سُستی اور چھوڑ دینے کو عادت بنانا بڑی بُری بات ہے۔ اس پر شریعت میں عتاب آیا ہے۔ واللہ اعلم! (مولانا عبدالمالک)

دینی کتب کی تقسیم قرضِ حسن

سوال: قلمی و زبانی اشاعت و تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کو رواج دینے اور عام کرنے کے